افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء

(فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

بہترین افتتاح ایک مذہبی مجلس کا الٰہی کلام سے ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا اور انابت اور تعبّد اور عجز کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت تو مولوی غلام محمد صاحب نے فرمائی ہے۔ اس کے بعد میں چاہتا ہوں دوست مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو بابرکت بنائے۔ ہماری نیتوں اور اعمال کو اپنے منشاء کے مطابق چلائے اور اپنے فضل سے ہمارے کاموں میں برکت ڈالے۔ پھر جو احباب شریکِ جلسہ ہوئے اور ہو سکے ہیں ان پر اپنا فضل نازل کرے اور جو نہیں شریک ہو سکے ان پر بھی فضل کرے۔ یعنی جماعت کے وہ دوست جو کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آئے ان پر فضل کرے اور وہ لوگ جو باوجود توفیق کے اپنی سستی کی وجہ سے شامل نہیں ہوئے ان پر بھی۔

اس کے بعد دعا ہوئی اور پھر حضور نے فرمایا۔

دعا کے بعد میں دوستوں کو اس امر کے متعلق نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے دوست ایسے ہیں جنہیں علیحدہ علیحدہ رہنے کی وجہ سے سال بھر میں اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی باتیں سننے کا موقع نہیں ملتا اور جنہیں دوسرے اوقات میں موقع ملتا ہے انہیں بھی اتنی کثرت سے نہیں ملتا کہ روحانی پیاس بجھانے کیلئے جتنے پانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ میسر آجائے۔ اس کے علاوہ یہ جلسہ شعائر اللہ میں سے ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اس میں صحیح طور پر شمولیت' برکات اور انوارِ الٰہی کا موجب ہے اور اس میں نقص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور روحانی زنگ کا موجب ہے[1] اس لئے میں تمام دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جلسہ کے ایام میں جہاں تک ہو سکے اپنے اوقات کو صحیح طور پر استعمال کریں اور جو دوست ان

کے ساتھ آئے ہیں انہیں بھی تحریک کریں اور توجہ دلاتے رہیں کہ وہ صحیح طور پر اپنے اوقات صرف کریں۔

پھر جلسہ میں شریک ہونے کیلئے آنے والے احباب مسافر ہیں اور مسافر کو ایک حد تک معذور قرار دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ فرض عبادت بھی اس کیلئے نصف کر دی گئی ہے۔ لیکن اس مقام کو اللہ تعالیٰ نے چونکہ خاص برکتوں کا موجب بنایا ہے اور ان ایام کو بھی خاص برکتوں کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اس لئے احباب کو چاہئے کہ باوجود سفر میں ہونے کے جہاں تک ہو سکے عبادت پر زیادہ سے زیادہ زور دیں۔ اور دعاؤں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں کیونکہ خاص مقام اور خاص ایام کی عبادتیں اور دعائیں بھی اپنے اندر خاص برکات رکھتی ہیں۔

بِلاشُبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور ہر جگہ سے سنتا ہے مگر بندہ کو تحریک اور تحریص دلانے کیلئے کہتا ہے کہ فلاں اوقات اور فلاں جگہوں کی دعائیں زیادہ سنوں گا۔ چونکہ انسان پر غفلت کے اوقات آتے ہیں اور غفلت کی وجہ سے اس کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بندہ کیلئے خاص اوقات اور خاص مقام مقرر کر دیئے تاکہ ان سے فائدہ اٹھائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی خاص وقت اور خاص مقام کی عبادت دوسرے اوقات اور دوسرے مقامات میں عبادت کرنے سے مستغنی کر دیتی ہے۔ قضاء عمری کی ہماری شریعت میں کوئی حقیقت نہیں۔ اسلامی شریعت ضروری قرار دیتی ہے کہ باقی ایام میں بھی اور ہر مقام پر فرائض ادا کرنے ضروری ہیں اور کسی وقت انہیں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں جو لوگ نوافل میں سُست ہوں، جن کی عبادتوں میں کمی رہ جائے اور جو روحانیت میں ترقی کی خواہش رکھتے ہوں، ان کیلئے دوسرے خاص اوقات مقرر کر دیئے گئے تاکہ ان اوقات کے نوافل ان کی کمی کو دور کر دیں ورنہ فرائض اپنے وقت پر ہی ادا کرنے ضروری ہیں۔

غرض خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل نازل کرنے اور انہیں اپنا قرب عطا کرنے کیلئے ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باعث برکات اور انوار کے خاص اوقات اور خاص مقامات مقرر کر دیئے ہیں ایسے مقامات میں سے سب سے اول درجہ کا مقام مکہ ہے اور وہاں کی خاص برکات حاصل کرنے کیلئے خاص ایام بھی مقرر ہیں۔

دوسرا مقام مدینہ ہے۔ وہاں کیلئے کوئی خاص ایام مقرر نہیں۔ انسان جب چاہے وہاں جا سکتا ہے اس سے اُتر کر قادیان کا مقام ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا ہے۔

زمینِ قادیاں اَب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں قادیان کو مکہ بنا دیا گیا۔ مگر یہ عجیب بے وقوفی کی بات ہے کہ خود مکہ کی مسجد کی نقل میں مسجد تعمیر کرتے اور اس میں عبادت کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ چونکہ مکہ کے بیت اللہ کی نقل ہے اس لئے یہ بھی بیت اللہ ہے گویا اپنی بنائی ہوئی مسجد کو تو بیت اللہ کہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے بابرکت بنائے ہوئے مقام کو ارضِ حرم جیسا کہنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ تو ہر جگہ کی مسجد کو وہی نام دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے ایک خاص مقام کو دیا ہے اور اسے بیت اللہ کہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایک مقام کو اس کا مثیل قرار دیتا ہے اسے اپنی خاص برکات کا مورد بناتا ہے اس میں اپنے انوار نازل کرتا ہے مگر اس کے متعلق کہتے ہیں اسے اس مقام کا مثیل نہ کہا جائے۔ حالانکہ مثیل ہونا ایسا مسئلہ ہے جسے اسلام میں پیدا ہونے والے صوفیاء نے بہت اہمیت دی ہے اور یہاں تک قرار دیا ہے کہ انسان کو چاہئے اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرے۔ چنانچہ تمام صوفیاء کہتے آئے ہیں **تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ**[۲] کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ اس بات پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا اور اسے درست تسلیم کیا جاتا ہے لیکن قادیان کو ارض حرم کا مثیل قرار دینے پر معترض ہوتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کی صفات انسان کے اندر پیدا ہونا تو جرم نہیں لیکن قادیان کا مکہ کی مثیل ہونا جُرم ہے مگر یہ جہالت ہے۔ جو رسول کریم ﷺ سے بُعد اور قرآنِ کریم کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے، رسول کریم ﷺ کے ارشادات اور آپ کے مقربین کے اقوال کا مطالعہ نہ کرنے کے باعث پیدا ہوئی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق جذب کرنے سے جس طرح انسان مکرم معظّم بن جاتا ہے اسی طرح مکہ کے صفات جذب کر کے ایک مقام بھی متبرک اور مقدس بن جاتا ہے اور مکہ کی طرف اس مقام کے متبرک ہونے کی نسبت دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسے مستقل نہ سمجھا جائے بلکہ مکہ کے تابع سمجھا جائے۔ پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مکہ جو اصل ارضِ حرم ہے اس کے یہ تابع ہے تو اس پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض نادان کہتے ہیں کلمہ شہادت میں رسول کریم ﷺ کا نام لینا شرک ہے اور مسلمان **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے ساتھ **وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** کہہ کر

شرک کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ میں رسول کریم ﷺ کے نام کا شامل ہونا اور آپ کو **عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ** کہنا یہ بتانے کیلئے ہے کہ آپ خدا کے بندے ہیں۔ پس کلمہ میں آپ کے نام کا اشتراک توحید کے قیام کیلئے ہے نہ کہ توحید کے خلاف۔ اسی طرح قادیان کو ارض حرم قرار دینا مکہ کی ہتک کیلئے نہیں بلکہ اس کی عظمت اور تقدس کے اظہار کیلئے ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ لوگ ارضِ حرم کی طرف حقیقی طور پر توجہ نہیں کرتے اور اس کی برکات سے فائدہ نہیں اٹھاتے چنانچہ ہندوستان سے ہی مسلمانوں کا وہ طبقہ جسے حج کیلئے جانا چاہئے نہیں جاتا اس کی بجائے مُفلس، کنگال اور بھوکے مرتے ہوئے لوگ جن کیلئے حج پر جانا فرض نہیں، جاتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ۸۸ فیصدی ایسے لوگ حج کیلئے جاتے ہیں جن پر جانا فرض نہیں۔ دس فیصدی ایسے ہوتے ہیں جن کے متعلق احتمال ہو سکتا ہے کہ ان پر فرض ہو گا باقی ایک دو فیصدی وہ ہوتے ہیں جن کیلئے حج فرض ہوتا ہے اور وہ لوگ جن پر حج فرض ہے، وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بتانے کے لئے یہاں ہندوستان میں ایک مقام مکہ کا مثیل بنایا اور کہا اس کو دیکھو کس طرح اس میں اللہ کا ذکر ہوتا اور اس کے دین کی عظمت بیان کی جاتی ہے۔ اس میں اخلاص کے ساتھ آنے والوں کو کس قدر روحانی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ جب مثیل کو اتنی عظمت اور اتنی برکت حاصل ہے تو اس کے اصل کو کیسی برکت اور تقدیس حاصل ہوگی اور اسے خدا نے کس قدر برکت والا بنایا ہے۔

غرض ان لوگوں کو شرمندہ کرنے اور توجہ دلانے کیلئے جو حج کا فرض ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوئے ادا نہیں کرتے قادیان کو عظمت عطا کی ایسے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے حج نہیں کیا۔ مگر ان لوگوں کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سپاہی کسی ضروری کام کیلئے جا رہا تھا۔ کسی نے اسے آواز دی ذرا اِدھر آنا نہایت ضروری کام ہے۔ جب وہ گیا تو بُلانے والا اسے کہنے لگا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے اسے اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دو۔ اس پر سپاہی کو بہت غصہ آیا کہ اس نے کیوں میرا وقت ضائع کیا۔ پاس ہی ایک دوسرا شخص لیٹا ہوا تھا اس نے کہا آپ اس پر غصے کیوں ہوتے ہو اس کی تو یہی حالت ہے ساری رات کُتّا میرا منہ چاٹتا رہا مگر یہ ایسا سُست ہے کہ ہش تک نہ کر سکا۔ یہی حال ان معترضین کا ہے۔ وہ جو میدانِ جنگ میں کھڑا کفر کا مقابلہ کر رہا تھا اس کے متعلق کہتے ہیں اس نے حج نہیں کیا مگر آپ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہوئے حج کو نہیں

جاتے۔ حالانکہ جو جہاد میں مشغول ہو اس کیلئے حج کس طرح ممکن ہے۔ حج تو امن اور اطمینان کے موقع پر ہوتا ہے۔ جس شخص کا دن رات اور صبح و شام یہی کام ہو کہ کفار کا مقابلہ کرے' جس نے اپنی ساری عمر اسی جہاد میں صرف کر دی اس کیلئے حج اسی میں آگیا۔ ہاں اگر یہ لوگ جہاد میں اس کی مدد کرتے' اسے موقع اور فرصت دیتے تو اس پر حج فرض ہوتا۔ مگر یہاں تو یہ حال ہے کہ جب وہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا تھا اور اسلام کی حفاظت کر رہا تھا تو انہوں نے اس کی پیٹھ پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔

غرض مکہ کی بزرگی اور فضیلت کی طرف توجہ دلانے کیلئے خدا تعالیٰ نے اس مقام کو ارض حرم قرار دیا اور اس سے اپنی برکات کو مخصوص کر دیا۔ دوستوں کو چاہئے کہ ان ایام میں خصوصیت سے دعائیں اور عبادتیں کریں تاکہ خاص برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں ان کیلئے اس طرح جہاد نہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے تھا اس لئے جو توفیق رکھتے ہوں وہ یہاں آکر یہ سبق بھی حاصل کریں کہ اصل مقام پر بھی جائیں اور معترضین پر ثابت کر دیں کہ جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ حج بھی کرتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو **مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً** [۳] کے مصداق ہوں۔ جو اپنے گھر والوں کو بھی رزق دے سکیں اور اپنے اخراجات کا بھی انتظام کر سکیں اور جن کے رستہ میں کوئی شرعی روک حائل نہ ہو' ان پر حج فرض ہے وہ ضرور یہ فرض ادا کریں۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ اپنے یہ ایام عبادتوں اور دعاؤں میں صرف کریں۔ پھر جلسہ میں زیادہ سے زیادہ وقت لگانا اور ساری تقریریں توجہ سے سننی چاہئیں۔ اس نصیحت کے بعد میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ گذشتہ ماہ نومبر میں امرتسر کے سٹیشن پر ایک بچہ گم ہو گیا ہے جس عورت کا بچہ گُم ہوا ہے وہ احمدی نہیں۔ مگر اسے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ قادیان جائے اور بچہ کو تلاش کرے۔ دوست خیال رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو اس بچہ کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچوں کا گم ہونا اس ملک کی شرارتوں میں سے ایک بہت بڑی شرارت اور بدترین قسم کا جُرم ہے جو دنیا میں کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ساری اولاد کے فوت ہو جانے کا اتنا صدمہ نہیں ہو سکتا جتنا ایک بچہ کے گُم ہو جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ساری عمر اس تڑپ میں گزرتی ہے کہ نہ معلوم وہ فوت ہو گیا ہے یا زندہ ہے اور اگر زندہ ہے تو کس حال میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس جُرم کا ارتکاب کرنے والوں کو شدید سزا

دینی چاہئے۔ لوگوں کے اخلاق ایسے بگڑ گئے ہیں کہ مذہبی تعصّب اور عداوت کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے بچوں کو چُرا لینا اچھا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ قتل سے بھی بڑا جُرم ہے اور قرآن کریم میں آتا ہے اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ [۴] بعض شرارتیں قتل سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ میں اپنی جماعت کے لوگوں سے کہتا ہوں۔ انہیں ہوشیار رہنا چاہئے اور اس جُرم کا ارتکاب کرنے والوں کا خواہ وہ کسی مذہب اور کسی قوم کے ہوں مقابلہ کرنا چاہئے۔ چند سال ہوئے یہاں سے بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک بچہ اٹھایا گیا تھا جسے اتفاقاً ایک احمدی نے دیکھ لیا اور پکڑ کر لے جانے والا اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ گم ہونے والے بچہ کے متعلق اشتہار بھی شائع کیا گیا ہے اور اس میں انعام بھی مقرر کیا گیا ہے مگر ایسی حالت میں کوئی مومن انعام کی پروا نہیں کر سکتا۔ امرتسر کے دوست اگر اس بچہ کے تلاش کرنے میں مدد کر سکیں تو میں ان کا بہت ممنون ہوں گا۔ بعض لوگ پولیس کے محکمہ میں ملازم ہیں وہ مدد کر سکیں تو ان کیلئے یہ بہترین ثواب کا کام ہوگا۔

اس سلسلہ میں دوستوں کو مَیں جو نصیحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہاں بھی وہ دیکھیں کوئی اجنبی بچہ رو رہا ہے اور جو اسے ساتھ لے جانا چاہتا ہے اس کے ساتھ نہیں جاتا' فوراً اس موقع پر دخل دیں خواہ کسی مذہب اور کسی قوم کا وہ بچہ ہو اور اسے ساتھ لے جانے والا خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ایسی گندی شرارت ہے کہ ایمان تو الگ رہا اس کا ارتکاب کرنے والا انسان بھی نہیں کہلا سکتا۔ پس مجرم خواہ کوئی ہو مسلمان ہو' سکھ ہو' عیسائی ہو' ہندو ہو' اس کی گرفتاری میں قطعاً پس و پیش نہیں ہونی چاہئے۔ جہاں کوئی بچہ رو رہا ہو اور معلوم ہو کہ اسے اپنے ساتھ مانوس کرنے اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہاں فوراً پوچھ لینا چاہئے کہ کیا بات ہے۔ پھر خواہ بچہ کے ساتھ اس کا باپ ہی ہو پوچھنے سے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ مگر بسا اوقات معلوم ہو جائے گا کہ ساتھ لے جانے والا اجنبی تھا۔ اسی طرح عورتوں کے متعلق خیال رکھنا چاہئے بہت لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ انہیں ثواب حاصل کرنے کا کوئی کام بتایا جائے۔ میں ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بہترین کام ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو سزا دلا سکیں یا دے سکیں۔ (الفضل ۳۱۔ دسمبر ۱۹۳۱ء)

---

[۱] مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۴ (مفہوماً)

[۲]

[۳] اٰل عمران: ۹۸ [۴] البقرة: ۱۹۲